© rasailojaraid.com

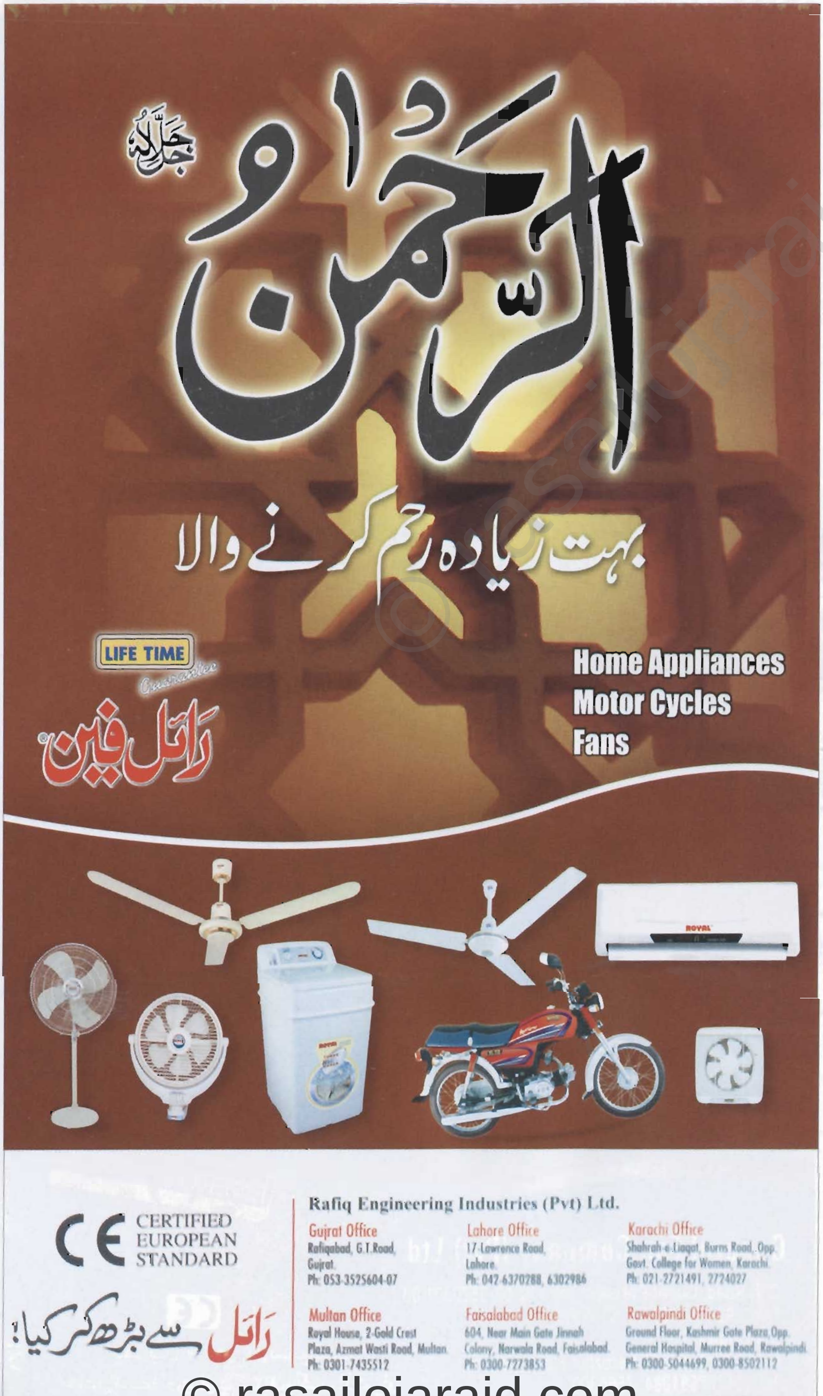

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناقابلِ فراموش کردار

علی غایاتی ○

کسی نے بالکل درست کہا تھا کہ: ''اخوان المسلمون موجودہ دور میں قرآن مجید کا ایک معجزہ ہے''۔ تو پھر اسے تسلیم کرنے میں کون سا امر مانع ہوگا کہ اخوان المسلمون کے بانی مرشد عام استاذ حسن البنا مرحوم و مغفور ہی اس کرشمے کے خالق ہیں۔ انھوں نے اپنے علم و عمل، ہدایت و راہ نمائی، فعالیت و روحانیت، مضبوط و غیر متزلزل ایمان اور کامل اطاعت سے اس جماعت کو بے پناہ قوت و توانائی پہنچائی، اور اس جماعت کے افراد نے ایسے عظیم الشان و ناقابل فراموش کارنامے سرانجام دیے جن سے قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی۔

حسن البنا اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ان کی شخصیت کے کئی روشن اور قابل تقلید پہلو ہیں۔ شہید کی دعوت و فکر کی خوشبو دنیاے اسلام کے کونے کونے بالخصوص مصر میں اسلامی زندگی کے ہر شعبے میں پھیلی ہوئی ہے۔ شہید کو دنیا بھر کے مسلمانوں کے معاملات سے گہری دل چسپی تھی اور مسلمانوں کے حالات ان کی نگاہ میں تھے، خواہ وہ دنیا کے کسی خطے سے بھی وابستہ ہوں۔

شہادت سے چند سال قبل جب حسن البنا کو یہ معلوم ہوا کہ میں دعوت و اشاعت دین

○ مشہور صحافی اور اعلیٰ پایے کے انقلابی شاعر۔ برطانوی استعمار کے خلاف اپنے اشعار اور مضامین کے ذریعے بیداری کا پیغام عام کیا تو قابلِ گردن زدنی ٹھیرے۔ مصر چھوڑ کر ترکی اور پھر سوئٹزرلینڈ چلے گئے۔ ۱۹۳۷ء میں ۲۷ سال کی ملک بدری کے بعد واپس لوٹے اور منبر الشرق اخبار میں دوبارہ لکھنے لگے۔ اگست ۱۹۵۶ء میں وفات پائی۔ ترجمہ: عبدالرحمٰن شاکر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لیے امریکا کے سفر کا ارادہ رکھتا ہوں، تو وہ محترم صالح عشماوی کے ہمراہ دفتر منبر الشرق تشریف لائے، اور مجھے بتانے لگے کہ جنوبی امریکا میں مقیم مسلمان اپنے بچوں کی درست اسلامی و عربی تعلیم وتربیت کے لیے بہت زیادہ پریشان و سرگرداں ہیں۔ اگر تعلیم یافتہ مربی اساتذہ کے ذریعے ان بچوں کی تربیت کا اہتمام نہ کیا گیا تو ان بچوں کا مستقبل انتہائی بھیانک اور خطرناک ہوگا۔ انھوں نے میری توجہ اس انتہائی اہمیت کے حامل مسئلے کی طرف دلائی اور اس سلسلے میں مالی تعاون اور افراد کار کے ذریعے عملی امداد کا وعدہ بھی فرمایا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میں امریکا نہ جاسکا، اور میرا قیام مصر ہی میں رہا۔ اس دوران حسن البنا شہید سے پرخلوص محبت میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا رہا۔

ایک دن میں نے انھیں تجویز پیش کی کہ منبر الشرق کو دارالاخوان المسلمون پر ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کرنا چاہیے، جیسا کہ بعض دیگر اخبارات نے سیاست وتصوف کے میدان میں کارہاے نمایاں سرانجام دینے والوں پر خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کیا ہے۔ استاد محترم نے اس تجویز کا خیر مقدم کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ جب مطلوبہ وسائل اور استعداد فراہم ہوجائے گی تو اس تجویز پر لازماً عمل کیا جائے گا۔ صد افسوس کہ ۸ دسمبر ۱۹۴۸ء کو اخوان المسلمون کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا، ان کی دعوتی سرگرمیوں پر پابندی لگادی گئی، اور ان کے اخبارات بند کردیے گئے۔ اللہ کی قدرت دیکھیے کہ منبر الشرق مستقل بنیادوں پر جاری رہا تاکہ پرچم حق کو سربلند رکھے۔ وہ ان سخت ترین حالات میں بھی اخوان کا ہمیشہ دفاع کرتا رہا' جب کہ ان کے حق میں لکھنے والے قلم خاموش اور بولنے والی زبانیں گنگ ہوگئی تھیں۔

بعدازاں اخوان کے لیے دعوت کا راستہ ہموار ہونا شروع ہوگیا تو انھوں نے المباحث کا اجرا کیا۔ پھر اسے بھی ترک کردیا اور الدعوۃ جیسے مؤقر اور اہم مجلّے کا آغاز کردیا۔ مجھے اس پر بہت خوشی ہوئی اور اس مجلّے کی اشاعت کا ایک سال پورا ہونے پر میں نے اخوان کو مبارک باد پیش کی۔

آج اخوان کی صورت میں جس مبارک تحریک کو ہم پھلتا پھولتا دیکھ رہے ہیں، یہ پودا حسن البنا نے اپنے خونِ جگر سے سینچا ہے۔ آج مصر اور غیر مصر کے بے شمار نوجوانوں میں جو پاکیزہ دینی اور روحانی رجحانات وافکار پروان چڑھے ہیں تو یہ شہید کی دی ہوئی اسلامی تعلیم وتربیت ہی کا نتیجہ ہے۔ شہید کی اس تربیت کے روشن نتائج فلسطین کے میدان جہاد میں اخوان کی شجاعت و بہادری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ان کے جذبۂ قربانی و ایثار کی صورت میں ہمارے لیے مینارہ نور اور بہترین مثال ہیں۔ اگر اخوان کے راستے میں اپنوں اور غیروں کی طرف سے خفیہ سازشیں، دسیسہ کاریاں اور رکاوٹیں کھڑی نہ کی جاتیں تو فتح و نصرت خداوندی کی تکمیل اور مجاہدین کی کامیابی کی صورت میں آج حالات بالکل مختلف ہوتے۔

میں یقین واثق سے کہتا ہوں کہ جس پاکیزہ اور عظیم انقلاب کی بنیاد شہید حسن البنا نے رکھی اور خونِ جگر ہی سے نہیں اپنی شہ رگ کے خون سے اسے سیراب کیا، وہ کبھی زوال کا شکار نہیں ہوسکتا۔ دوام و بقا اس کا مقدر ہے ـــــ مہ و سال کے گزرنے کے ساتھ ساتھ عوام میں اس کی جڑیں مضبوط ہو رہی ہیں اور یہ تحریک، اسلام کی نشأت ثانیہ اور نوجوانان اسلام کے لیے باعث صد عزت و افتخار ثابت ہوگی۔

❋❋❋

ترجمان القرآن کا پیغام

اپنے تک محدود رکھنے کے لیے نہیں ہے

یہ رسالہ خود اپنا پیغام ہے

اللہ نے استطاعت دی ہے تو ہر ماہ

۴، ۵ پرچے دفتر یا کاروبار کے ساتھیوں اور رشتہ داروں کو دیجیے

یقیناً ان میں سے کچھ سالانہ خریدار بنیں گے

خود بھی اجر سمیٹیں گے

آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنیں گے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جدید اور اسلامی طرز تعلیم سے مزین ...... طالبات کا معیاری رہائشی تعلیمی ادارہ

WOMEN'S INTERNATIONAL SCHOOL OF EXCELLENCE

WISE پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین

راس الحکمۃ مخافۃ اللہ
WISE
WOMEN'S INTERNATIONAL SCHOOL OF EXCELLENCE

ائیر کنڈیشنڈ ہاسٹل

Admission Open

- 9th Class (Science/Arts),
- F.A/ FSc(1st Year),
- B.A/BSc(3rd Year)
- M.A(English, Urdu, Arabic, Isl,Studies, Economics)

داخلہ فارم/ پراسپیکٹس

حاصل کرنے کے لیے صبح 8:30 بجے تا 4:00 بجے شام کالج میں تشریف لائیں یا بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے مبلغ 300/روپے کا ڈرافٹ بنام "WISE" ارسال کریں۔

نمایاں خصوصیات

- اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین اساتذہ
- طالبات میں درس قرآن دینے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے قرآن ورکشاپس کا انعقاد
- ترجمہ و تجوید قرآن پاک کی خصوصی کلاسز
- جدید کمپیوٹر لیب اور معیاری لائبریری
- جسمانی تربیت اور کھیلوں کے لیے Indoor وسیع گراؤنڈ
- علمی، ادبی اور دینی معلومات کے لئے ہم نصابی سرگرمیاں
- مستحق مگر ذہین طالبات کے لئے خصوصی سکالرشپ
- 70% اور اس سے زائد نمبر حاصل کرنے والی طالبات کے لیے فیس میں خصوصی رعایت
- انگلش / عربک لینگوج، خطاطی / پینٹنگ، سلائی کڑھائی اور کمپیوٹر کے خصوصی کورسز

زیر سرپرستی
حافظ تنویر احمد

بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے لیے خوشخبری

پاکستان میں آپ کا دوسرا گھر ______ WISE کالج اینڈ ہاسٹل
محفوظ اور مکمل اسلامی ماحول کے ساتھ

رابطہ نمبرز برائے سعودی عرب

دمام	:	رابعہ خالد محمود	00966-506881142
الریاض	:	حافظ عبدالسلام	00966-568352399
جدہ	:	شاہد محمود انور	00966-5025087224
بحرین	:	عبدالغفور	00973-39827224

نوٹ نتائج کی منتظر طالبات بھی داخلہ کے لیے درخواست دے سکتی ہیں۔

برائے رابطہ

WISE پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین 90۔ مین روڈ خیابان تنویر چکلالہ سکیم III راولپنڈی
فون 051-5508608، 051-4306369. موبائل 0333-5106711 ای میل: wiseisb@yahoo.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چند یادیں

عبدالحلیم وشاحی ٥

● ملوی میں اخوان کی ایک میٹنگ کے اختتام پر امام شہید اس رات ایک اخوانی ساتھی کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ انھوں نے مجھ سے اپنی ڈائری منگوائی جس میں وہ روزانہ کی سرگرمیاں اور مختلف اشخاص سے ملاقاتوں کا احوال قلم بند کرتے اور بڑی باریک بینی کے ساتھ ذاتی محاسبہ بھی کرتے تھے۔ یہ سب کچھ لکھنے کے بعد انھوں نے مجھے ڈائری واپس کر دی، تاکہ میں اسے ان کے بیگ میں رکھ دوں۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ کیا میں اسے کھول کر پڑھ سکتا ہوں؟ کچھ تردد کے بعد میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ امام شہید تو اسلام اور مسلمانوں کا عظیم سرمایہ ہیں اور میرا ان سے تعلق بھی اتنا گہرا ہے کہ اسے پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے، چنانچہ میں نے ڈائری کھول کر ورق گردانی شروع کر دی۔

امام شہید لکھتے ہیں: میرے والد صاحب کے بیان کے مطابق قمری اعتبار سے آج رات میری عمر ۴۰ سال ہوگئی ہے۔ الحمدللہ! میں اب تک دعوت الی اللہ کے کام پر ڈٹا ہوا ہوں، تاہم اب بھی اس کام کے لیے مطلوبہ روحانی معیار میں کمی محسوس کرتا ہوں۔ اس لیے مجھے اوراد و وظائف پر پوری توجہ دینا ہوگی، دعوتی کام کی وجہ سے اس میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ نیز منگل کے ہفتہ وار لیکچر کے لیے بھی پوری تیاری اور کوشش کرنی ہے، اسی میں بہتری ہے۔ یہ بھی ضروری ہے اور وہ بھی۔

---

٥ مرکز اخوان میں علاقائی امور کے انچارج، اور مصر بھر کے دورہ جات میں حسن البنا شہید کے رفیق سفر رہے۔
ترجمہ: محمد کاشف شیخ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس طرح انھوں نے اپنا شدید احتساب کیا۔ اپنے اعمال کے یومیہ جائزے کا وہ اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ وہ ہمیں بھی ہمیشہ محاسبۂ نفس کا درس دیا کرتے تھے۔

● زقازیق میں استاذ حمدی بنھاوی کے گھر پر ایک دفتر عمومی کے اجرا اور اس کی تزئین و آرایش سے فراغت کے بعد جب ہم نے رسالے اور پریس کے نئے منصوبے پر کام شروع کیا تو امام شہید نے مجھ سے کہا:

میں ایک ایسا رسالہ شائع کرنا چاہتا ہوں جو کئی زبانوں میں چھپے اور دنیا بھر میں تقسیم کیا جائے۔ اسی طرح میری یہ بھی خواہش ہے کہ اخوان پوری دنیا میں پھیل کر اس فکر کو عام کریں۔ اگر میں موت سے قبل اپنی آرزوؤں کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہوگیا تو امید ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی ضروریات کافی حد تک پوری ہو جائیں گی۔

● امام شہید نے فرمایا: میں اخوان سے بخوبی واقف ہوں اور مجھے ان کی صلاحیتوں کا بھی علم ہے۔ لیکن اگر وہ انتظامی معاملات میں میری مدد کرتے ہوئے مجھے بصراحت بتا دیں کہ انفرادی سطح پر وہ کس کس کام کی صلاحیت رکھتے ہیں تو یہ زیادہ بہتر اور مفید ثابت ہوگا۔ قرآن کریم میں بھی یہی قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی گفتگو ان الفاظ میں پیش فرمائی ہے: قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (یوسف ۱۲: ۵۵) ”ملک کے خزانے میرے سپرد کیجیے۔ میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں“۔

● کسی اخوانی کمپنی سے نکالا گیا ایک ملازم امام شہید کے پاس ملازمت سے برخاستگی کی شکایت لے کر آیا اور امام شہید سے کہا: ”فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور مجھے ناحق روزگار سے محروم کر دیا ہے“۔ امام شہید نے اس کو جواب دیا: ”جس نے تجھے نکالا ہے وہ اپنے کام کا خود ذمہ دار ہے اور جس کمپنی میں تم کام کرتے تھے یہ اس کا اندرونی معاملہ ہے جس میں مداخلت کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر تمھیں کسی سے کوئی شکایت ہے تو انتظامیہ کو لکھو اور یقین رکھو کہ اگر تم حق پر ہو تو تمھارے ساتھ بورڈ ضرور انصاف کرے گا“۔ امام شہید معاملات کو متعلقہ افراد کے حوالے کرتے تھے اور ہر ذمہ دار فرد کو خود اپنی ذمہ داری کی ادایگی کا احساس دلاتے تھے۔

شعبان کے آخری ایام تھے اور ہم ابوتیج میں تھے کہ امام شہید کو استاد صالح عشماوی کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خط ملا۔ امام شہید اخوان کے حالات سے آگاہی کے لیے سفر کے دوران ذمہ داران سے مسلسل رابطے میں رہتے تھے اور ان کا مرکزی دفتر سے فون پر رابطہ کبھی منقطع نہ ہوتا تھا۔ خط میں استاد صالح نے ماہ رمضان کی مناسبت سے ایک تحریر کا تقاضا کیا تھا۔ خط پڑھنے کے بعد امام شہید الگ کمرے میں بیٹھ گئے اور ۱۰ منٹ بعد ایک بہترین تحریر لکھ لائے جسے ہم نے اسی رات بذریعہ ڈاک روانہ کر دیا۔

- امام شہید حیران کن طور پر انتہائی تیزی سے مطالعہ کرتے تھے۔ یہ ان کی وسعت مطالعہ پر دلالت کرتا ہے۔ دن بھر کے اخبارات پڑھنے کے لیے انھیں صرف نصف گھنٹہ درکار ہوتا تھا۔ آپ مجلہ المختار بہت باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔ یہ رسالہ مغربی افکار کا علَم بردار تھا۔
- ہم نئے قانون کے مطابق اخوان کی مختلف کمپنیوں کی تشکیل میں مصروف تھے۔ اس کام کے لیے ہمیں جامعہ ابراہیم پاشا کے کامرس کے استاد محمد کامل حارونی کی معاونت کی ضرورت پیش آئی۔ وہ ہمیں اس کی ضروری قانونی عبارات اور تقاضے بتانے لگے۔ امام شہید نے ان کی گفتگو کے بعد کہا کہ ''آپ کا مقصد یہ یہ اور یہ ہے؟'' تب استاد حارونی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا: ''آپ تو مجھ سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔ اب میری کیا ضرورت ہے''۔ اس بات پر ہم سب ہنس دیے۔ (مجلۃ الدعوۃ، ۱۳ فروری ۱۹۵۱ء)

***

لاہور میں ترجمان القرآن حاصل کیجیے

- ورائٹی بک سٹال، لبرٹی مارکیٹ، گلبرگ
- نفیس نیوز ایجنسی، بنک اسکوائر، ماڈل ٹاؤن
- شعیب بک ڈپو اینڈ نیوز ایجنسی، مین بازار اچھرہ
- بھائی بھائی بک سٹال، مون مارکیٹ، علامہ اقبال ٹاؤن
- لاہور ایئرپورٹ بک سٹال
- کھوکھر بک ڈپو، مین بازار، ٹاؤن شپ
- چراغ دین بک ڈپو، برانڈرتھ روڈ
- خالد بک ڈپو، مزنگ چونگی
- فاروق بک ہاؤس، فورٹریس اسٹیڈیم
- ریلوے بک سٹال، پلیٹ فارم نمبر ۴، ریلوے اسٹیشن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دعوت پہنچانا

کام ہے ـــــ اصل کام

سنت رسول ﷺ ہے۔

آپ ﷺ نے بھی دعوت پہنچائی۔

اسی لیے آج ہم مسلمان ہیں

منشورات کے کتابچے

دعوت بھی، ـــــــــــــ تربیت بھی

حالات حاضرہ سے آگاہی بھی، ـــــ مستقبل کا لائحہ عمل بھی

سید ابوالاعلیٰ مودودی، خرم مراد، قاضی حسین احمد، پروفیسر خورشید احمد

اور دیگر مصنفین کی وہ مختصر تحریریں

جو دل کی دنیا بدل دیتی ہیں، رب سے قریب کرتی ہیں

آمادۂ عمل کرتی ہیں، آخرت میں کامیابی کی نوید دیتی ہیں۔

200 سے زائد مختصر کتابیں

پڑھنے میں آسان ✿ قیمت میں انتہائی کم

100 روپے سیکڑہ تک سے 500 روپے سیکڑہ تک

آپ کسی تنظیم سے وابستہ ہیں یا خود دعوت کا کام کر رہے ہیں

یہ کتابچے آپ کی ضرورت، آپ کے ہتھیار ہیں

خود بھی لیجیے، اپنے نظم کو بھی آمادہ کیجیے، ہمارے کتابچے منگوایئے، تقسیم کیجیے؟

فہرست طلب کریں۔

منشورات: منصورہ ملتان روڈ لاہور ـ 54790 فون: 042-543 4909 فیکس: 042-543 2194

mansh@hotmail.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صداقت اور بلاغت کا پیکر

ڈاکٹر طاہر احمد مکی ○

میں نے پہلی مرتبہ امام البنا کو بالائی مصر کے ضلع قنا کے شہر اسنا کے ایک دور دراز گاؤں میں دیکھا۔ جس میں زیادہ تر ہمارے قبیلے المطاعنہ کے لوگ آباد تھے، اس وقت تک میں سیاست، قربانی پر مبنی جدوجہد، استعمار کی خرابیوں، انگریز کے قبضے اس کی ہیبت اور اسلام پر بحیثیت دین اس کے سفاکانہ حملوں سے آگاہ نہ تھا' اور نہ میں عیسائی مشنریوں کے جال، بیرونی ذرائع ابلاغ کی چیرہ دستیوں اور علاج و تعلیم کے پردے میں ان عالمی ایجنسیوں کی طرف سے پھیلائے جانے والے لٹریچر کے سیلاب ہی سے واقف تھا، جو علم اور صحت کے نام پر الحاد واباحیت پھیلانے اور مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ کرنے کے پروگرام پر عمل پیرا تھیں۔

اگرچہ میں اس بارے میں کچھ نہ کچھ سنتا بھی رہتا تھا۔ کیونکہ میرا شمار گاؤں کے ان بچوں میں ہوتا تھا جو گاؤں کے پڑھے لکھے لوگوں میں اٹھتے بیٹھتے اور اسکول کی لازمی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ پڑھنے لکھنے اور قرآن کریم حفظ کرنے کے سوا میرا مشغلہ کچھ نہ تھا' جب کہ میرے اکثر دوست کھیتی باڑی اور دیگر ضروریات زندگی کے حصول میں اپنے گھر والوں کی مدد کرتے تھے۔ میرے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ میں فرصت کے لمحات میں گاؤں کے ان پڑھ لوگوں کو الاہرام اخبار پڑھ کر سناؤں۔ یہ وہ واحد اخبار تھا جو میرے ایک ماموں، گاؤں کے چودھری اور مقامی سرکاری افسر کے مشترکہ تعاون سے آیا کرتا تھا۔ میں نے سنا کہ اخوان المسلمون کے مرشد عام حسن البنا

○ پروفیسر عربی زبان وادب، اور مدیر مجلہ ادب و نقد، قاہرہ۔ ترجمہ: ڈاکٹر احسان الحق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میرے قبیلے کے خاندانی مہمان خانہ کیمان المطاعنۃ میں بطور مہمان تشریف لارہے ہیں۔ یہ دیوان خانہ میری رہایش گاہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا۔ چنانچہ میں نے اس عظیم شخصیت کی زیارت کے ارادے سے رختِ سفر باندھا جس کا نام اخبارات میں مختلف حوالوں سے چھپتا رہتا تھا۔ خاص طور پر النذیر رسالے میں ان کا لکھا اداریہ میری توجہ کا مرکز ہوتا جو میرے ماموں جب بھی شہر جاتے میرے لیے لے آتے۔ یہ اگست ۱۹۳۸ء کے آخری ایام تھے۔ یہ نووارد مہمان دُور سے اور پھر قریب سے میری توجہ کا مرکز بن گیا۔ کھلے سفید، سادہ، موٹے اور کھرّے لباس میں ملبوس تھا، سر پر ترکی ٹوپی کے اوپر پگڑی بندھی ہوئی تھی، درمیانی قدوقامت' سرخی مائل سفید رنگ، خوب صورت متشرع داڑھی، دل میں اُترنے والی نگاہ بصیرت ـــــ جب وہ سادہ دیہاتیوں کے جمگھٹے میں چل پھر رہا تھا تو گویا اس کے گرد نور کا ہالہ بن جاتا جسے دیکھ دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوتی۔ وہ سیکڑوں لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنا جانتا تھا۔

○ **ان کے شب و روز:** حسن البنا نے دو دن کیمان المطاعنۃ میں گزارے، جس میں انھوں نے گاؤں کی سرکردہ شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ یہاں تک کہ وہ ان لوگوں سے بھی ملے جو ہمارے خاندان کے مخالف تھے اور ان سیاسی لوگوں سے بھی جو اخوان المسلمون سے خوش گوار تعلقات نہ رکھتے تھے۔ اسی دورے میں انھوں نے ناراض لوگوں کے درمیان صلح کرائی اور لوگوں کو کلمۂ خیر پر اکٹھا کیا۔ یہ سب انھوں نے صبح کے اوقات میں ہلکا سا ناشتہ کرنے کے بعد انجام دیا' جب کہ میزبانوں نے پُرتکلف دیہاتی ناشتے کا بھرپور اہتمام کیا ہوا تھا۔ جب دن آدھا گزر گیا تو انھوں نے ظہر کے وقت مسجد میں لوگوں کی امامت فرمائی۔ اس کے بعد عربی طریقے پر فرشی نشست سجا دی گئی، جس پر مدعو حضرات ان کے گرد ظہرانہ تناول کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ کھانا ختم ہوا تو ایک خوب صورت دعاے شکر آپ کے لبوں پر جاری ہوگئی جس کے الفاظ مجھے اب تک یاد ہیں' اور جن کی گونج میرے کانوں میں ایسے سنائی دیتی ہے جیسے کل کی بات ہو۔ ایک سجی سجائی پاک زبان جو جذبۂ احسان مندی سے بھرپور تھی: اَکَلَ طَعَامَکُم الأبرار، وَ صَلَّت عَلَیکُم مَلَائِکَۃُ الرَّحمان، وَ ذَکَرَکُم اللّٰہُ فِیمَن عِندَہٗ، ''نیکوکاروں نے تمھارا کھانا کھایا۔ رحمان کے فرشتوں نے تمھیں دعا دی' اور اللہ نے تمھیں یاد فرمایا''۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ظہرانے کے بعد امام نے کچھ دیر آرام کیا۔ دھوپ کافی تیز تھی اور صعید مصر کے بالائی علاقوں کی گرمی ویسے بھی بہت مشہور ہے، یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا۔ آپ نے گاؤں کی مسجد میں امامت فرمائی۔ گاؤں کا نقشہ بھی عجیب تھا۔ کوڑے کے ڈھیروں سے اٹا ہوا، جن پر گرد اڑتی رہتی تھی۔ دھوپ کی تمازت چہار اطراف سے اپنی لپیٹ میں لیے رہتی۔ اس سب کے باوجود نہ تو امام بے چین ہوئے، نہ اکتائے، کسی تکلیف پر اُف تک نہ کی۔

ایک دن نماز کے بعد اپنی تقریر کی ابتدا اس حدیث سے کی:

وَمَا اجتَمَعَ قَومٌ فِی بَیت مِن بُیُوتِ اللّٰهِ، یَتلُونَ کِتَابَه، وَ یَتَدَارَسُونَ آیَاتِه، 'اِلَّا حَفَّتهُمُ المَلَائِکَةُ وَ غَشیَتهُم الرَّحمَة (مسلم) کوئی گروہ ایسا نہیں ہے جو اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر اس کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے اور اس کی آیات کو سیکھتا اور سکھاتا ہے اِلا یہ کہ فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں۔ اور (اللہ کی) رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔

پھر انھوں نے بعض آیات قرآنی کی تفسیر کی اور انھیں لوگوں کے اجتماعی حالات پر منطبق کیا۔ مجھے اب ان کی گفتگو کی تفصیل یاد نہیں ہے۔ البتہ اس کی ایک زندہ تصویر اب بھی میری عقل و دل کو جذبات سے لبریز کردیتی ہے۔ قبیلے کی مختلف سرکردہ شخصیات کے دیوان خانوں کے تھکا دینے والے دورے کے بعد جب رات چھا گئی اور لوگ نیند کی آغوش میں چلے گئے تو وہ تنہا بیٹھ کر گہری خاموشی کے عالم میں اپنے اوراد و وظائف پڑھنے لگے اور اپنے معمول کے مطابق نوافل ادا کرنے لگے۔

اس دورے میں ان کے ہمراہ ایک ساتھی تھے۔ بھرے بھرے جسم، مضبوط ساخت کے مالک، نئے نئے ازہر سے فارغ ہوئے تھے، عمامہ و جبہ میں ملبوس۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ لوگ ان کے تصنع و بناوٹ اور ان کی گفتگو میں خود پسندی کی بنا پر ان سے مطمئن نہ ہوئے۔ یوں لگا کہ گویا ایک مصنوعی شخصیت ان کے لیے بوجھ بن رہی ہے۔ چنانچہ انھوں نے اسے نظرانداز کردیا اور امام البنا کے گرد ہی جمع رہے۔ اگرچہ مہمان نوازی ان کی بھی جاری رہی۔

کیمان المطاعنة سے امام اصفون المطاعنة تشریف لے گئے۔ وہاں آپ فراج طایع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خاندان کے مہمان ہوئے۔ اس خاندان کے سربراہ نے کئی سال ازہر میں بغیر کوئی ڈگری لیے گزار دیے، جیسا کہ اس زمانے میں کچھ لوگوں کی روایت تھی۔ پھر وہ اس حلقے سے سینیٹ کے ممبر منتخب ہوگئے اور شیخ محمد امیر کو یقین دہانی کرائی کہ وہ گاؤں میں اخوان کی شاخ قائم کریں گے۔ شیخ امیر نے بھی ازہر میں دو سال گزارے تھے اور ناگزیر وجوہ کی بنا پر اپنی تعلیم مکمل نہ کرسکے۔ انھوں نے اس محرومی کی تلافی یوں کی کہ وہ ہمیشہ گاؤں کے نوجوانوں کو تعلیم حاصل کرنے پر ابھارتے رہے۔ وہ خود انھیں اسکولوں اور قاہرہ کے اداروں اور کالجوں میں داخلہ دلانے کی مشقت برداشت کرتے۔

○ **صعید مصر کا دورہ:** اگلے سال ستمبر ۱۹۳۹ء میں حسن البنا نے بالائی مصر کا دوسرا دورہ کیا۔ اس دفعہ پورا بالائی علاقہ ان کی دعوت کا ہدف تھا۔ وہ لوگوں سے روابط بڑھاتے اور اخوان کی قائم شدہ شاخوں کو مضبوط کرتے اور کوشش کرتے کہ لوگوں کی اقتصادی اور خاندانی مشکلات کو حل کریں، اور انھیں نیکی اور بھلائی کی طرف راغب کریں۔ ان قبائل میں پائی جانے والی بعض منفی عادتوں، انتقام، بغض اور عصبیتوں کے خاتمے کی کوشش کریں۔ اس بار یہاں پر امام کا والہانہ استقبال ہوا اور قبائلی روایت کے مطابق ہوائی فائرنگ سے ان کی عزت افزائی کی گئی۔

اس بار میں نے انھیں زیادہ قریب سے دیکھا۔ میں ایک سال بڑا ہوگیا تھا اور ان سے میرے لگاؤ میں اضافہ ہوتا گیا۔ انھوں نے اپنے پروگرام، عبادات اور لباس میں کوئی تبدیلی نہ کی تھی۔ اس دفعہ شیخ عبدالمعز عبدالستار نامی ایک دوسرا ازہری نوجوان ان کا رفیق سفر تھا۔ وہ کلیہ اصول الدین کا طالب علم تھا۔ لوگوں نے اس کے لیے بھی اسی طرح چاہت کا اظہار کیا جس طرح امام البنا کے لیے کیا تھا۔ وہ نہایت پروقار منکسر المزاج نوجوان تھا۔ ''وہ حیا سے سر جھکاتا اور چہرے اس کے رعب سے جھک جاتے تھے''۔ حسن البنا اور ان کا یہ ساتھی اصفون المطاعنة سے ہمارے پاس آئے تھے۔ اپنی قیام کی مدت پوری کرنے کے بعد وہ ''اِسنا'' روانہ ہوگئے تاکہ وہ بالائی مصر کے باقی شہروں کا دورہ مکمل کرسکیں۔

○ **قنا کے مرکزی شہر میں:** اگلے سال میں نے صوبے کے دارالحکومت قنا کے ایک انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لے لیا۔ یہ بجھا بجھا سا شہر تھا جس میں ایک اخبار یا کتاب کے حصول کے لیے بھی جدوجہد کرنا پڑتی۔ اس میں میں نے پہلا سال ایک غافل نوجوان کی حیثیت سے گزارا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شہر میں گھومتا پھرتا۔ ہر جمعرات کی شب سینما کے علاوہ کہیں میرا آنا جانا نہ ہوتا۔ چنانچہ اس سال مجھے اس شہر کی عام زندگی کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوا۔ اگلے سال میں شہر کی مرکزی شاہراہ پر منتقل ہوگیا اور شہر کی سرگرمیوں سے واقف ہونے لگا۔ میں گاہے گاہے جمعیت شبان المسلمین کے دفتر چلا جاتا جس کی سرگرمیاں بعض دینی ایام منانے تک محدود تھیں، مثلاً: ہجری سال کے آغاز، جشن میلادالنبیؐ اور یوم بدر کے موقعوں پر تقریبات یا پھر گاہے بگاہے بعض جسمانی ورزشوں کے پروگرام۔ ان تقریبات کو سامراج کے خلاف دینی شعور بیدار کرنے کا ذریعہ بنایا جاتا۔ اس طرح یہ مواقع لوگوں میں روح جہاد ابھارنے اور قومی بیداری کا باعث بنتے۔ ان تقریبات میں بسا اوقات بڑے بڑے افسران شریک ہوتے جن میں تقریب کی مناسبت سے مرکزی خطبہ دیا جاتا، نصیحت کا کوئی پہلو سامنے لایا جاتا اور مسلمانوں کو ان کی کھوئی ہوئی عظمت واپس لینے پر ابھارا جاتا۔ علاقے کے شعرا درمیانے درجے کی شاعری پیش کرتے۔ ایسی نظمیں پڑھی جاتیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناجات ہوتی، عظمت رفتہ کا گریہ ہوتا اور آنے والے کل کی اچھی اُمید ہوتی۔

ان دنوں، جب کہ میں جوانی کی دہلیز پر دستک دے رہا تھا، میں نے محسوس کیا کہ جمعیت شبان المسلمین وقت گزاری اور خطابت کی مشق کے لیے اچھی جگہ ہے۔ اگرچہ اس وقت میرا یہ بھی خیال تھا کہ ان کے پاس واضح سیاسی لائحہ عمل نہیں ہے، اور وطن کی آزادی ہرگز ان کے مجوزہ طریقے سے حاصل نہ ہوسکے گی۔ بہرحال آخرشب نشے میں مدہوش غیرملکی فوجیوں کی نقل وحرکت ہمارے جذبات بھڑکا دیتی اور ہماری رگوں میں بغاوت اور ٹکراؤ کے جذبات دوڑا دیتی۔

ایک روز اچانک میں اخوان المسلمون کے دفتر چلا گیا جو شہر کے وسط میں ایک عمارت کی زمینی منزل میں قائم تھا۔ دفتر ایک لیکچر ہال پر مشتمل تھا جو نماز کے اوقات میں نماز گاہ اور دفتری اوقات میں دفتر کا کام دیتا۔ تیسرے کمرے کے ساتھ طہارت خانے کا انتظام تھا۔ میں دفتر میں داخل ہوا تو میرے ذہن میں اس عظیم شخصیت کی تصویر تھی جسے میں نے دو سال پہلے اپنے دیوان خانے (گاؤں) میں دیکھا تھا۔

اخوان المسلمون کی سرگرمیاں مختلف لیکچر اور دروس پر مشتمل تھیں۔ خطابت کی مشق بھی کروائی جاتی تھی۔ ایسی سفری مہمات پر بھی بھیجا جاتا جن میں بھلائی کے کاموں میں تعاون کے لیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تربیت دی جاتی۔ ان سرگرمیوں میں سیکنڈری اسکولوں کے اساتذہ وطلبہ اور چھوٹے ملازمین شریک ہوتے، اور معہد دینی کے بعض طلبہ بھی شریک ہوجاتے۔ البتہ معہد کے اساتذہ الگ تھلگ رہتے اور صرف جمعیت شبان المسلمین میں وعظ وخطابت پر اکتفا کرتے۔

۲۰ مئی ۱۹۴۱ء کو وزیر اعظم حسین سرّی نے حسن البنا کا تبادلہ عباس اول قاہرہ پرائمری اسکول سے پرائمری اسکول قنا میں کردیا اور وہ بھی تعلیمی سال کے آخر میں۔ حسن البنا صرف منصبی ذمہ داری سنبھالنے آئے اور پھر واپس چلے گئے، کیونکہ میں نے اس سال انھیں دوبارہ نہیں دیکھا۔ میں خود بھی اپنے امتحانات میں مصروف ہوگیا۔ دوسرے سال کے آغاز میں وہ تشریف لائے اور میں اپنا پورا وقت ان کے ساتھ گزارنے لگ گیا۔

○ **حسن البنا بحیثیت معلم:** حسن البنا وقت نظری میں اپنی مثال آپ تھے۔ نہایت ذہین اور موقع شناس استاذ تھے اور حالات کو اپنے حق میں استعمال کرنا خوب جانتے تھے۔ جب ہیڈ ماسٹر کو یہ خفیہ احکامات ملے کہ وہ حسن البنا کو خوب تنگ کرے۔ انھوں نے زیادہ سے زیادہ پیریڈ ان کے سپرد کردیے۔ اس زمانے میں اسکول کل وقتی ہوتے تھے، یعنی صبح ساڑھے سات بجے سے ظہر کے بعد چار بجے تک۔ حسن البنا اس طویل دورانیے سے بھی بے زار نہ ہوئے، بلکہ انھوں نے خواہش کی کہ وہ عربی رسم الخط کی کلاس لیں گے۔ دیگر اساتذہ اس مضمون کی تدریس سے بھاگتے تھے۔ ایک تو وہ اسے معمولی مضمون گردانتے تھے۔ دوسرے، طلبہ بھی اس میں دل چسپی نہیں لیتے تھے۔ عموماً اس مضمون کو فطری صلاحیت کا مرہون منت سمجھا جاتا تھا۔ انسپکٹر حضرات بھی اسے خاطر میں نہ لاتے۔ چنانچہ انھوں نے شکریے کے ساتھ یہ مضمون انھیں دے دیا اور اس طرح اسکول انتظامیہ بھی خوش اور حسن البنا کے رفقا اساتذہ بھی خوش۔

حسن البنا کی اس مضمون میں دل چسپی کے دو مقاصد تھے۔ پہلا یہ کہ اس مضمون کے ہر کلاس میں ہفتہ وار دو پیریڈ تھے جس کا مطلب تھا کہ وہ اسکول کے تمام طلبہ کو پڑھائیں گے جو ۱۵ کلاسوں اور سیکشنوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس طرح ان کا رابطہ تمام طلبہ سے ہوگیا جو اب دور جوانی میں داخل ہونے والے تھے اور وہ ان میں سے ایسے افرادِ کار تیار کرسکتے تھے جن کی مستقبل میں ملک کو ضرورت تھی۔ عملاً انھیں اس مقصد میں کامیابی بھی ہوئی۔ پس یہ خوش باش استاد، ہمیشہ

© rasailojaraid.com